کشف المحجوب

(کلام المرغوب)

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری

المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق تخریج و تدوین جدید

ڈاکٹر خالق داد ملک ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

مکتبہ شمس و قمر

کشف المحجوب

(کلام المرغوب)

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری

المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق تخریج و تدوین جدید

ڈاکٹر خالق داد ملک

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

مکتبہ شمس و قمر
جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور
0345-4666768,0322-4973954

Marfat.com

کتاب : کشف المحجوب (کلام المرغوب)

مصنف : حضرت سیّد علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ

مترجم : علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری

تحقیق، تخریج وتدوین جدید: ڈاکٹر خالق داد ملک، چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور واوقاف پنجاب

باہتمام : قاری محمد عارف سیالوی، مہتمم جامعہ حنفیہ غوثیہ لاہور

نگران : صاحبزادہ محمد طاہر شہزاد سیالوی، چیئرمین مکتبہ شمس وقمر

حافظ محمد کاشف جمیل، مینجنگ ڈائریکٹر مکتبہ شمس وقمر

کمپیوٹر ورک : طاہر مقصود

سال اشاعت : فروری ۲۰۱۲ء/ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ

تعداد : 500

ناشر : مکتبہ شمس وقمر، جامعہ حنفیہ غوثیہ، بھاٹی چوک لاہور

0345-4666768   0322-4973954

Marfat.com

چھٹا باب

ملامت

فصل:

مشائخ طریقت کے ایک گروہ نے راہِ ملامت کو بھی پسند کیا ہے اور انہوں نے ملامت کے طریقے کو خلوص و محبت میں مؤثرِ عظیم مانا ہے اور ملامت کے ساتھ مردانِ خدا اور اہلِ حق بالعموم متفق ہیں۔ خصوصاً پیشوایانِ اُمتِ رسولِ کریم ﷺ جو امام و پیشواءِ اہلِ حق تھے اور ان سے بلند وہ پیش رومحبان تھے، اُس وقت تک نیک نام رہے جب تک دلیلِ حق کا ظہور اور وحی آتی رہی۔ مگر جب لباسِ محبت و عشق پہنایا گیا تو لوگوں کی طرف سے اُن کے حق میں زبان ملامت دراز ہوگئی۔ بعض نے کہا: جادوگر ہیں، کاہن ہیں۔ کسی جماعت نے کہا: شاعر ہیں۔ کسی نے کہا مجنون ہیں۔ کوئی کہنے لگا کاذب ہیں اور مثل اس کے بہت سی بدلگامی کی گئی مگر اللہ جل شانہٗ نے اُن کی تعریف میں فرمایا:

﴿لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝﴾ (۱)

''وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہیں کرتے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑا وسیع العلم ہے۔''

اور سنتِ الٰہیہ بھی کچھ یہی ہے کہ جو اُسے یاد کرے اُس کے ذکر کو سنائے، عالم اس کی ملامت میں مشغول ہو جاتا ہے اور اس کے اندرونی رازِ مخفی کی نگہداشت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ درحقیقت غیرتِ الٰہیہ ہے کہ اپنے محبوبوں کو غیروں کے دیکھنے سے بچالیتا ہے تاکہ کوئی آنکھ اُس کے جمالِ باطنی پر نہ پڑے اور اس کی حقیقتِ حسن کو اس سے بھی مخفی فرمادیتا ہے تاکہ وہ اپنا جمال باکمال دیکھ کر مغرور نہ ہو جائیں اور آفتِ عجب و تکبّر میں نہ پڑیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے عوام کو اُن پر چھوڑا ہے تاکہ وہ ان پر زبانِ ملامت دراز کرتے رہیں اور نفسِ لوام ان کے اندر مرکب کیا ہے تاکہ انہیں ان کی کوتاہی پر ملامت کرتا رہے اور کسی فروگذاشت ہو جانے پر وہ اپنے پر ملامت کریں بلکہ اگر نیکی بھی کریں تو اس کے کم ہونے پر ملامت کریں اور یہ

۱۔ سورۃ المائدۃ: ۵۴

Marfat.com

اُن لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا جو تمسخر کرتے کرتے میرے سر کے بال نوچنے، کھسوٹنے لگ گیا اور لوگ مجھ سے تمسخر کرتے کرتے میرا اَور مذاق اڑانے میں مشغول ہوگئے اور مَیں اپنے دل میں اس سے خوش تھا اور مرادِ دلی پا رہا تھا۔ ہوتے ہوتے میری خوشی اپنی حد کو پہنچی اور وہ اس طرح کہ ایک مسخرے نے مجھ پر اُٹھ کر پیشاب کر دیا۔

دوسری بار اس طرح مراد کو پہنچا کہ تیز بارش ہو رہی تھی اور مَیں جا رہا تھا کہ ایک گاؤں میں پہنچا۔ سردی کے موسم نے مجھ پر شدت کر رکھی تھی اور میرا خرقہ پانی میں شرابور تھا۔ مَیں ایک مسجد میں گیا۔ وہاں لوگوں نے مجھے رہنے نہ دیا۔ وہاں سے دو اَور مسجدیں دیکھیں مگر وہاں سے بھی نکال دیا۔ سردی کی وجہ سے میرا دل لرز رہا تھا۔ میں ایک حمام کے چولہے پر گیا اور اپنا خرقہ اس پر تان دیا۔ اُس بھٹی کا دھواں جو گھٹا اس نے میرے کپڑے اور میرا منہ سیاہ کر دیا۔ اس وقت بھی میں اپنی مراد کو پہنچا۔

اور مجھے بھی (یعنی حضرت علی بن عثمان جلابی رحمۃ اللہ علیہ کو) ایک دفعہ ایسا واقعہ گذرا، میں نے اس امید پر بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ واقعہ حل ہو، مگر حل نہ ہوا۔ اور ایک دفعہ اس سے بھی قبل ایسا ہی واقعہ پیش آیا تو میں مزارِ حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا اس وقت تک مجاور بنا رہا، جب تک وہ حل نہ ہوا، آخر حل ہو گیا۔

اس دفعہ بھی وہاں کا قصد کیا اور تین بار مزارِ پاک کی مجاورت کی تا کہ حل ہو، مگر نہ ہوا۔ ہر روز تین بار غسل کیے، تیس بار وضو کیے اور اُمیدِ کشف میں رہا مگر بالکل انکشاف نہ ہوا۔ آخر اُٹھا اور خراسان کا سفر اختیار کیا۔ اس شہر میں ایک شب اس علاقہ کے ایک گاؤں ''کمس'' نامی میں اترا۔ یہاں ایک خانقاہ تھی اور اس خانقاہ پر جماعتِ متصوفین موجود تھی۔ مَیں نے خرقہ خشیش یعنی ٹاٹ کا کرتہ پہنا ہوا تھا اور نہایت تھکا ہوا تھا۔ میرے پاس سامانِ اہلِ رسم میں سے کچھ نہ تھا، سوا ایک عصا اور کوزہ کے یعنی ایک ہاتھ کی لکڑی اور چمڑے کے لوٹے کے سوا سامان نہ تھا۔

وہاں کے صوفیوں کی نظروں میں بہت حقیر نظر آیا اور میرا جاننے والا اس جماعت میں کوئی نہ تھا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر عام رسم کے مطابق آپس میں گفتگو کی کہ یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے اور بات بھی یہی تھی جو انہوں نے کہی تھی۔ مَیں فی الواقع ان میں سے نہیں تھا۔ لیکن میرے لیے لابدی تھا کہ اُس شب اُس جگہ رہوں۔ مجھے انہوں نے ایک بالاخانہ پر بٹھا دیا اور خود اس سے اُونچے بالاخانہ پر بیٹھ گئے۔

مجھ کو انہوں نے ایک روٹی پھینک دی جو بُس کر سبز رنگ کی ہو چکی تھی۔ مَیں اس کھانے

Marfat.com